سفرِ حَجّ کے دوران لکھی گئی اہم تحریر

شہادتِ سیدنا ذو النورین
اور
نواصب کا اصل ہدف

از:

مکہ مشرفہ

زادھا اللہ عزا و شرفا

19 ذو الحجہ 1443ھ

18 جولائی 2022ء

مفتی محمد چمن
زمان نجم القادری

قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ

شہادتِ سیدنا ذوالنورین

اور

نواصب کا اصل ہدف

از قلم:

محمد چمن زمان

مکہ مشرفہ

۱۹ ذو الحجہ ۱۴۴۳ھ

۱۸ جولائی ۲۰۲۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امتی کہلانے والوں میں جیسے ذکرِ سید الانبیاء ﷺ روکنے والوں کی کمی نہیں، اسی طرح امتی کہلا کر ذکرِ آلِ سید الانبیاء ﷺ روکنے والوں کی بھی کمی نہیں۔ ذکرِ آلِ رسول ﷺ کا کوئی سا موقع دیکھ لیجیے، ناصبی طبقہ روتا دھوتا نظر آئے گا کہ ایسے ذکر نہ کرو، ایسے نہ کرو، یوں نہ کہو، اس موقع پہ نہ کرو، خالص اہلِ بیت کا ذکر نہ کرو، وغیرہ وغیرہ۔

ہر عقل مند شخص سمجھ سکتا ہے کہ ان حضرات کا مقصد اصلاح نہیں بلکہ ذکرِ اہلِ بیت کو روکنا ہے اور سارے حیلے بہانے اسی مقصدِ مذموم کی خاطر کیے جاتے ہیں۔

جانِ عالم، رسول محتشم، نبیِ مکرم صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم حجۃ الوداع سے مدینہ طیبہ واپسی کے موقع پر ذو الحجہ کی ۱۸ تاریخ کو غدیرِ خُم پہ جلوہ فرما ہوئے۔

(جامع الآثار فی السیر ومولد المختار ٢٧٦/٦ ، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۴۱۴/۴ ، البدایۃ والنہایۃ ۳۴/۱۱)

اس مقام پہ جانِ کائنات صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم کی ذاتِ گرامی نے مولائے کائنات مولی المسلمین مولا علی مشکل کشا شیر خدا کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کی اُس عظمت وشان کا اعلان کیا کہ جسے سن کر شیخینِ کریمین سیدنا ابو بکر صدیقِ اکبر اور سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ تعالی عنہما بھی مولائے کائنات مولی علی کو مبارکباد دیتے نظر آئے۔

لیکن بظاہر انہی شیخینِ کریمین کی محبت کے دعوے دار لیکن در حقیقت بغضِ مولائے کائنات سے لبریز ناصبی مولا کے غلاموں کو اپنی دھن میں ذکرِ مولا کرنے کی اجازت ہرگز نہیں دیتے۔ اس موقع پر بھی ہزار حیلے، لاکھ بہانے۔ اور انہی حیلے بہانوں میں سے ایک حیلہ یہ بھی کیا جاتا ہے کہ:

چونکہ ۱۸ ذوالحجہ کو ثالث القوم، القانت ذوالنورین، الخائف ذوالہجرتین، المصلی الی القبلتین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت کا دن ہے، لہذا اس دن جشنِ ولایت کی خوشی نہ کی جائے۔۔۔!!!

سادہ لوح مسلمان تو یہی سمجھیں گے کہ یہ طبقہ ذکرِ سیدنا عثمان بن عفان کرنا چاہتا ہے۔ لیکن ان دوغلے لوگوں کی چالبازیوں کو سمجھنے والے اربابِ دانش بخوبی جانتے ہیں کہ انہیں سیدنا عثمانِ ذوالنورین سے ہمدردی نہیں بلکہ اصل تگ ودو مولائے کائنات کے ذکر کو روکنے کے لیے کی جارہی ہے۔

قدرے تفصیل:

یہ ہے کہ: اس بات میں کوئی شک نہیں کہ امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنا کی شہادت تاریخِ اسلامی کا وہ اندوہناک واقعہ ہے کہ جس کے تصور سے ہی قلبِ مسلم پہ غموں کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں۔ عالمِ اسلام کی وہ ہستی جن کے نکاح میں یکے بعد دیگرے اللہ جل وعلا کے نبی ﷺ کی دو

بیٹیاں رہیں، انہی نبئِ مکرم رسولِ محتشم ﷺ کا کلمہ پڑھنے کا دعوی کرنے والوں نے نبئِ مکرم ﷺ کے وصال کو ابھی تین دہائیاں بھی نہ گزریں تھیں کہ اس ہستی کو انہی نبئِ مکرم ﷺ کے شہر بلکہ پڑوس میں کئی دن پیاسا رکھ کر شہید کر دیا۔ اور پھر اس کے بعد اہلِ اسلام کے بیچ اُس خانہ جنگی کا باب کھلا کہ صدیاں بیت گئیں مگر پھر یہ دروازہ بند نہ ہو سکا۔

لیکن یہاں چونکہ ہمارا عنوانِ گفتگو نفسِ شہادت نہیں بلکہ یومِ شہادت اور بالخصوص تاریخِ شہادت ہے۔ سو اس سلسلے میں گزارش ہے:

سیدنا عثمانِ غنی کا یومِ شہادت:

سیدنا عثمانِ غنی کے یومِ شہادت کے بارے میں تین اقوال ہیں:

(۱): جمعہ۔

جمہور مؤرخین نے اسی پر اعتماد کیا۔ حتی کہ ابنِ کثیر نے لکھا:

ثُمَّ كَانَ قَتْلُهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ بِلَا خِلَافٍ

یعنی سیدنا عثمان ذو النورین کی شہادت جمعہ کے روز ہوئی اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

(البداية والنهاية ١٠/٣٢٢)

(۲): پیر شریف۔

تاریخِ دمشق میں محمد بن اسحاق سے مروی ہے:

قتل عثمان بن عفان صبيحة يوم الاثنين

یعنی سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ پیر کی صبح کو شہید کیے گئے۔

(تاریخِ دمشق ۵۱۸/۳۹)

(۳): بدھ۔

تاریخِ دمشق ہی میں ہے:

روى ابن إسحاق أنه قتل يوم الأربعاء

یعنی ابنِ اسحاق نے روایت کیا کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت بدھ کے روز ہوئی۔

(تاریخِ دمشق ۵۲۲/۳۹)

سیدنا عثمانِ غنی کی تاریخِ شہادت:

رہی بات تاریخِ شہادت کی اور اسی کا ذکر اس وقت زیادہ اہمیت کا حامل ہے، تو اس سلسلے میں اربابِ تاریخ نے آٹھ اقوال ذکر کیے ہیں:

(۱): ۰۸ ذوالحجہ۔

المعارف میں ہے:

قال الواقديّ: قتل يوم الجمعة لثمان ليال خلون من ذي الحجة سنة خمس وثلاثين

یعنی واقدی نے کہا: حضرت سیدنا عثمان بن عفان جمعہ کے روز ۸ ذوالحجہ سن ۳۵ھ کو شہید کیے گئے۔

(المعارف لابن قتيبة ص ۱۹۷)

(۲): ۱۰ ذوالحجہ۔

المعارف ہی میں ہے:

وجدت الشعراء يذكرون أنه قتل يوم الأضحى

یعنی میں نے شعراء کو ذکر کرتے پایا کہ حضرت عثمان کی شہادت بقر عید کے روز ہوئی۔

(المعارف لابن قتيبة ص ۱۹۷)

(۳): ۱۲ ذوالحجہ۔

(۴): ۱۳ ذوالحجہ۔

الریاض النضرۃ میں ہے:

وعن الليث قال: قتل مصدر الحاج سنة خمس وثلاثين

یعنی لیث سے مروی ہے، ان کا کہنا ہے کہ حضرت سیدنا عثمان بن عفان کی شہادت ۳۵ھ کو حجاج کے یومِ رجوع کو ہوئی۔

(الرياض النضرة ۷۳/۳)

(۵): ۱۴ ذوالحجہ۔

تاریخِ دمشق میں ہے:

قتل عثمان يوم الجمعة لست عشرة بقيت من ذي الحجة سنة خمس وثلاثين

یعنی حضرت عثمان جمعہ کے روز سن ۳۵ھ کو شہید کیے گئے جبکہ ذوالحجہ کے ۱۶

دن باقی تھے۔

(تاریخِ دمشق ۵۱۹/۳۹)

(٦): ١٧ذوالحجہ۔

اسی میں ہے:

قتل عثمان يوم الجمعة لثلاث عشرة بقيت من ذي الحجة سنة خمس وثلاثين

یعنی حضرت عثمان جمعہ کے روز سن ۳۵ھ کو شہید کیے گئے جبکہ ذوالحجہ کے ۱۳ دن باقی تھے۔

(تاریخِ دمشق ۵۱۹/۳۹)

(٧): ١٨ذوالحجہ۔

اربابِ تاریخ کی ایک بڑی تعداد سے یہ قول منقول ہے۔

(٨): ٢٨ذوالحجہ۔

اسد الغابۃ میں ہے:

وَقَدْ قيل: إنه قتل يَوْم الجمعة لليلتين بقيتا من ذي الحجة

کہا گیا ہے کہ سیدنا عثمان کی شہادت جمعہ کے روز ہوئی جبکہ ذوالحجہ سے ۲ راتیں باقی تھیں۔

(اسد الغابۃ ۴۸۹/۳)

ترجیح:

ان آٹھ اقوال میں سے ساتواں قول یعنی "۱۸ ذو الحجہ" کو ذکر کرنے والی اربابِ تاریخ کی ایک بڑی تعداد ہے اور اسے کتبِ تاریخ میں شہرت بھی حاصل ہے۔

لیکن اس کے باوجود تیسرے قول یعنی "۱۲ذوالحجہ "کو اصولی طور پر رجحان حاصل ہے۔

کیونکہ ۱۲ذوالحجہ کا قول:

(۱):ابو عثمان نہدی۔

(۲):عمرو بن علی۔

(۳):یعقوب فسوی۔

(۴):زہری۔

جیسی متعدد شخصیات سے مروی ہے۔

عمرو بن علی:

تاریخِ دمشق میں ہے:

محمد بن الحسين نا عمرو بن علي قال۔۔۔۔ وقتل يوم الجمعة لاثنين عشرة خلت من ذي الحجة سنة خمس وثلاثين

یعنی محمد بن حسین نے کہا کہ ہمیں عمرو بن علی نے بتایا:

حضرت عثمان کی شہادت جمعہ کے روز ۱۲ذوالحجہ کو سن ۳۵ ہجری میں ہوئی۔

(تاریخِ دمشق ۵۲۰/۳۹)

یعقوب فسوی:

تاریخِ دمشق میں ہے:

عبد الله بن جعفر نا يعقوب قال وقتل عثمان بن عفان في ذي الحجة يوم الجمعة صبيحة ثنتي عشرة ليلة خلت من ذي الحجة سنة خمس وثلاثين

یعنی عبد اللہ بن جعفر کا کہنا ہے کہ یعقوب فسوی نے کہا:

سیدنا عثمان کی شہادت ذوالحجہ میں جمعہ کے روز ۱۲ ذوالحجہ کی صبح ۳۵ھ کو ہوئی۔

(تاريخِ دمشق ۵۲۱/۳۹)

زہری:

تاریخِ طبری میں ہے:

عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: قتل عُثْمَان رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فزعم بعض الناس أنه قتل فِي اوسط أيام التشريق

یعنی جنابِ زہری سے منقول ہے، آپ نے کہا:

سیدنا عثمان بن عفان کو شہید کر دیا گیا۔ کچھ لوگوں کا گمان ہے کہ آپ کی شہادت ۱۲ ذوالحجہ کو ہوئی۔

(تاريخ طبری ۴۱۷/۴)

ابو عثمان نہدی:

"ابو عثمان نہدی" اکابر تابعین سے ہیں۔ تاریخِ دمشق میں ہے:

وأدرك حياة النبي (صلى الله عليه وسلم) وصدق إليه ولم يره

یعنی ابو عثمان نہدی نے دورِ رسالت پایا اور رسول اللہ ﷺ کی تصدیق بھی کی لیکن رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف نہ ہو سکے۔

(تاریخِ دمشق ۳۵/۴۶۱)

بتانے کا مقصد یہ ہے کہ:

"ابو عثمان نہدی" حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت کے واقعہ کے معاصرین سے ہیں۔

علاوہ ازیں یہ روایت ابو عثمان نہدی سے بسندِ صحیح مروی ہے۔

ابو عثمان نہدی کی روایت:

معتمر بن سلیمان سے کئی طرق سے مروی ہے اور وہ اپنے والد سلیمان سے اور وہ ابو عثمان نہدی سے راوی، کہا:

أن عثمان قتل في أوسط أيام التشريق

یعنی سیدنا عثمان بن عفان کی شہادت ۱۲ ذوالحجہ کو ہوئی۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ۳۶۲۰۸ ، مسند احمد بن حنبل ۵۴۶ ، الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم ح ۱۲۷ ، ۱۴۸ ، معجم کبیر للطبرانی ۱۰۰ ، الطبقات الکبری لابن سعد ۳/۷۵ ، تاریخ خلیفۃ بن خیاط ص۱۷۶ ، معجم الصحابۃ للبغوی ۴/۳۳۳ ، المحن ص۹۳ ، معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم ۱/۶۵ ، تاریخ دمشق ۳۹/۵۱۳)

وجہِ ترجیح:

سطورِ بالا سے واضح ہوا کہ:

(۱): ابو عثمان نہدی اس حادثہ کے معاصرین سے ہیں۔

(۲): اور ان سے ۱۲ ذوالحجہ والا قول بسندِ صحیح مروی ہے۔

باقی جس قدر بھی اقوال ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا قول نہیں جس کے اندر یہ دونوں باتیں یکجا ہوں کہ:

(۱): منقول عنہ واقعہ کے معاصرین سے ہو۔

(۲): اور منقول عنہ سے روایت بسندِ صحیح مروی ہو۔

یہ دو باتیں صرف ۱۲ ذوالحجہ والی رائے میں جمع ہیں جو اس کے رجحان کا سبب ہیں۔

حسابِ فلکی:

سطورِ بالا میں ہم نے ذکر کیا کہ حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت کے دن کی بابت قولِ مشہور بلکہ ابنِ کثیر کے بقول قولِ متفق علیہ "روزِ جمعہ" ہے۔ اس لحاظ سے بھی "۱۲ ذوالحجہ" والے قول کا رجحان واضح ہوتا ہے۔

کیونکہ ۳۵ ہجری کے ذوالحجہ کا غرہ ہلالیہ بروز پیر بنتا ہے اور یوں "۱۲ ذوالحجہ" کو جمعہ ہی بنتا ہے۔

رہی بات ۱۸ ذوالحجہ کی تو اس دن حسابِ فلکی سے نہ تو "جمعہ" بنتا ہے اور نہ ہی "پیر" اور نہ ہی "بدھ"۔ حالانکہ حضرت سیدنا عثمان بن عفان کی شہادت کے دن کے بارے میں کتبِ تاریخ میں یہی تین قول ملتے ہیں: (۱): جمعہ۔ (۲): پیر۔ (۳): بدھ۔

حاصلِ گفتگو:

خلاصۂ گفتگو یہ ہوا کہ سیدنا عثمانِ ذوالنورین کی شہادت کی بابت آٹھ اقوال میں سے اصولی طور پر جس قول کو رجحان حاصل ہے وہ "۱۲ ذوالحجہ" ہے۔۔۔!!!

یہی وجہ ہے کہ اہلِ علم کی ایک بڑی تعداد نے اسی قول پہ اعتماد کیا۔

✓ حافظ ابو نعیم لکھتے ہیں:

قُتِلَ مَظْلُومًا سَنَةَ خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْسَطَ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ

سیدنا عثمان بن عفان ۳۵ھ جمعہ کے روز ۱۲ ذوالحجہ کو ظلما شہید کر دیئے گئے۔

(معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم ۱۹۵۲/۴)

✓ عیسی بن سلیمان الرعینی متوفی ٦٣٢ھ نے اسی کے رجحان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

قتل مظلوما يوم الجمعة أوسط أيام التشريق.

حضرت عثمان کو جمعہ کے روز ۱۲ ذوالحجہ کو ظلما شہید کر دیا گیا۔

(الجامع لما في المصنفات الجوامع من أسماء الصحابة الأعلام ١٤٠/١)

✓ علامہ سیوطی متوفی ۹۱۱ھ بھی اسی قول کے رجحان کی جانب اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وكان قتل عثمان في أوسط أيام التشريق من سنة خمس وثلاثين

حضرت عثمان کی شہادت ۱۲ ذوالحجہ کو ۳۵ھ میں ہوئی۔

(تاريخ الخلفاء ص ۱۲۷)

✓ ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی لکھتے ہیں:

والصحيح أن قتل عثمان كان في أوسط أيام التشريق من عام خمسة وثلاثين

یعنی (باوجود اختلاف کے) صحیح یہ ہے کہ حضرت عثمان کی شہادت ۱۲ ذوالحجہ ۳۵ھ کو ہوئی۔

(فقه السيرة النبوية مع موجز لتاريخ الخلافة الراشدة ص٣٦٨)

رجوع الی المطلب:

قارئینِ ذی قدر!

گفتگو قدرے طویل ہو گئی لیکن خلاصہ یہ نکلا کہ:

❖ سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالی عنہ کی تاریخِ شہادت "۱۸ ذوالحجہ "ہونا متفق علیہ امر نہیں۔ بلکہ اس سلسلے میں ۱۸ کے علاوہ بھی سات اقوال موجود ہیں۔

❖ نیز تاریخِ شہادت کا "۱۸ ذوالحجہ "ہونا مرجوح ہے اور عقلا نقلا جس رائے کو رجحان ہے وہ "۱۲ ذوالحجہ "ہے۔

قارئینِ کرام!

اگر آپ ذاتی مطالعہ کی وسعت نہیں بھی رکھتے جب بھی سوشل میڈیا کو اٹھا کر دیکھ سکتے ہیں۔ آپ کو ایک مخصوص طبقہ اس بات پہ زور دیتا نظر آئے گا کہ:

"سیدنا عثمان بن عفان کی شہادت ۱۸ ذوالحجہ ہی کو ہے۔"

بات اگر تاریخی اختلاف کی ہو تو اس کی گنجائش بہر حال ہے لیکن یہ معاملہ ہر اس موقع پر برتا جاتا ہے جس موقع کو ذکرِ آلِ پاک کے ساتھ مناسبت ہو۔

۲۲ رجب المرجب:

۲۲ رجب المرجب کو مدتوں سے مسلمانانِ برصغیر سیدنا امام جعفر صادق سلام اللہ تعالی علیہ کی نیاز کا اہتمام کرتے آرہے ہیں اور عطاری حضرات بھی جب تک ناصبیت کی دلدل میں مکمل نہ ڈوبے تھے، ۲۲ رجب المرجب کو سیدنا امام جعفر صادق کی نیاز کا اہتمام کیا کرتے تھے اور اپنے ٹی وی چینل پر بھی اس کی تشہیر کرتے رہے۔ لیکن اب جب سکے کی چمک ان کی نگاہ کو خیرہ کر گئی تو سالِ رواں ان حضرات نے اس تاریخ میں اُسی چینل پہ بیٹھ کر تبدیلی کر دی جس چینل پہ پہلے ۲۲ رجب المرجب کا اعلان کر چکے تھے۔ اور یہ ساری باتیں انٹرنیٹ پہ موجود ہیں۔

جشنِ ولایت:

یہی معاملہ جشنِ ولایت کے موقع پر بھی دیکھنے کو مل رہا ہے۔

کیونکہ اگر بات تاریخی اختلاف کی ہوتی تو اس سلسلے میں تو ۱۸ اقوال ہیں پھر ۱۸ پہ ہی اصرار کیوں؟

اور اگر بات راجح مرجوح کی ہوتی تو عقلاً نقلاً رجحان ۱۲ ذوالحجہ والی رائے کو ہے، پھر ۱۸ پر ضد کی کیا وجہ ہے؟

بات بالکل واضح ہے کہ چونکہ ۱۸ ذوالحجہ کو مولائے کائنات مولی المسلمین مولا علی مشکل کشا شیر خدا کرم اللہ تعالی وجھہ الکریم کی ولایتِ عامہ کا اعلان ہوا جو ناصبی آج تک ہضم نہیں کر پا رہے۔ مجبور ہیں، اس اعلان کی نفی تو نہیں کر سکتے لیکن اتنا ضرور کرتے ہیں کہ ہر سال اس کے ذکر کو روکنے کے حیلے بہانے ضرور کرتے ہیں اور انہی حیلے بہانوں میں سے ایک حیلہ یہ بھی ہے کہ: چونکہ یہ دن سیدنا عثمان ذوالنورین کی شہادت کا دن ہے لہذا اس دن خوشی نہ کی جائے۔

برتقدیرِتسلیم:

قارئینِ ذی قدر!

گو سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالی عنہ کا یومِ شہادت ۱۸ ذوالحجہ ہونا عقلا نقلا مرجوح ہے۔ لیکن اگر اس بات کو مان لیا جائے کہ سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت "۱۸ ذوالحجہ" کو ہوئی جب بھی اربابِ نظر جانتے ہیں کہ ناصبیوں کی یہ تحریک عظمتِ سیدنا ذوالنورین کی خاطر نہیں بلکہ ذکرِ مولائے کائنات روکنے کی خاطر ہے۔

۱۰ محرم الحرام کو ناصبیوں کا طرزِ عمل:

کیونکہ یہ وہی لوگ ہیں جو خاص ۱۰ محرم الحرام کو "غمِ شہیدِ کرب وبلا" سے روکنے والے اور خاص اس دن کو خوشیوں میں گزارنے کی ترغیب دینے والے ہیں۔

مولانا الیاس صاحب جو چینل پہ بیٹھ کر شرعی استفتاءات کے جواب دے رہے ہوتے ہیں، حالانکہ ان کا یہ فعل حرام حرام حرام شدید حرام ہے کیونکہ وہ شرعی استفتاءات کا جواب دینے کے سرے سے اہل ہی نہیں۔ موصوف نے اس بحث کو ہوا دینے کی خاطر ٹی وی چینل پر اس بحث کو چھیڑتے ہوئے کہا:

"عاشورے کے دن بھی اگر کوئی شادی کرتا ہے تو سو فیصدی جائز ہے"

اور پھر اس تجویزِ مذموم کو عملی جامہ پہنانے کے لیے کراچی کے ایک گویے نے سالِ رواں میں خاص انہی ایام میں اپنی بیٹی اور بیٹے کی شادی رکھ لی۔

قارئینِ ذی قدر!

بات اگر "غمِ شہیدِ کرب وبلا" کی ہو تو یہی لوگ چینل پہ بیٹھ کر اس دن کو شادیوں کی ترغیبیں دیتے بلکہ شادیاں رچاتے نظر آتے ہیں۔ لیکن جب بات جشنِ ولایت کی آئے تو سیدنا عثمان ذوالنورین کی شہادت کا بہانہ کر کے جشنِ ولایت کی خوشی سے روکنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور بھی یہی لوگ لگاتے دکھائی دیتے ہیں۔ یہی ان کی دوغلی پالیسی اور شتر مرغ چال ہے۔۔۔!!!

لہذا:

سچ یہ ہے کہ ان حضرات کو نہ تو کسی خوشی سے سروکار ہے اور نہ کسی غم سے کوئی تعلق، ان کا مقصدِ زیست ذکرِ آلِ رسول ﷺ کو روکنا ہے اور ان کی ساری دوڑ اسی

مقصد کے لیے ہے۔۔۔!!! ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعاً

امرواجب اللحاظ:

لیکن یہاں دو باتوں کا لحاظ از حد ضروری ہے۔

۱):

اہلسنت خود ایک تناور درخت ہیں کَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ۔ اہلِسنت اپنے معمولات میں نہ روافض کے تابع ہیں اور نہ ہی نواصب کے۔ خوشی کا موقع ہو یا کچھ اور، اہلِسنت کا اپنا تشخص ہے جس کا پاس لحاظ ہر سنی پہ لازم ہے۔

۲):

سیدنا عثمان ذوالنورین کی محبت سنی ہونے کی علامت ہے۔

میں ایسے شخص کو سنی نہیں سمجھ سکتا کہ جس کے دل میں اس ہستی کی محبت نہ ہو جن کے عقد میں رسولِ اکرم، جانِ عالم ﷺ کی یکے بعد دیگرے دو بیٹیاں آئی ہوں۔

نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور کا

ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

اور جب دل میں سیدنا عثمانِ ذو النورین کی سچی محبت ہو پھر یہ ممکن نہیں کہ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی مظلومانہ شہادت پہ دل غم اور کرب کی کیفیت میں مبتلا نہ ہو۔ تاریخِ شہادت ۸ ہو، ۱۲ ہو، ۱۳ ہو یا کچھ اور۔۔۔ یہ بات حقیقت ہے کہ سیدنا عثمان غنی کی مظلومانہ شہادت کے محض تصور سے ہی روح کانپ اٹھتی ہے۔

آپ چاہتے تو باغیوں کی سرکوبی کے لیے ہتھیار اٹھانے کی اجازت دے دیتے۔ لیکن آپ نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنا قبول کر لیا، مگر رسول اللہ ﷺ کے مدینہ میں ہتھیار اٹھانے کی اجازت نہ دی۔

اور چشمِ فلک آج بھی اس منظر کا تصور کرتی ہے تو خون کے آنسو روتی ہے۔۔۔

گردن پہ تلوار چل رہی ہے اور سیدنا عثمانِ ذو النورین کی زبان پہ یہ الفاظ جاری ہیں:

اللَّہُمَّ اجْمَعْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ ، اللَّہُمَّ اجْمَعْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ ، اللَّہُمَّ اجْمَعْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ

اے اللہ! مصطفی کریم ﷺ کی امت کو اتفاق و اتحاد کی دولت سے مالا مال فرما۔ اے اللہ! امتِ محمدیہ کو آپس میں اتحاد عطا فرما۔ اے اللہ! امتِ محمدیہ کو یکجا فرما۔۔۔!!!

(تاریخِ مدینہ لابن شبہ ۱۱۸۶/۴ ، المحتضرین لابن ابی الدنیا ح ۴۸ ، المحن ص ۳۹ ، تاریخِ دمشق ۴۰۲/۳۹ ، الریاض النضرۃ ۷۳/۳)

لہذا تاریخ کے جھمیلوں میں الجھ کر رسول اللہ ﷺ کے منظورِ نظر سیدنا ذو النورین کی قربانی اور مظلومانہ شہادت کو ہرگز ہرگز پسِ پشت نہ ڈالا جائے۔

مالک کریم ہمیں اسلاف کی سیرت کی اتباع اور ان کی شخصیات کی الفت میں زندہ رکھے۔

آمین

بحرمة النبی الامین وآله الطاہرین

صلی اللہ تعالی علیه وعلی آله وسلم

محمد چمن زمان

مکه مشرفه۔

۱۹ ذو الحجه ۱۴۴۳ھ / ۱۸ جولائی ۲۰۲۲ء